مولانا خالد راسخ رح ۔۔۔۔۔ کچھ یادیں کچھ باتیں

تحریر: مولانا محمد شفیق عاجز۔ناظم مدرسہ دارالقرآن والحدیث'بھریارو ڈ'سندھ

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں جب آتی ہے تو نہ کسی کی مصلحت کا خیال 'نہ معصوم بلکتے بچوں پر ترس'نہ ادارے کی مجبوریوں کا پاس ' نہ وقت سے سروکار' نہ بچپن ' جوانی' بڑھاپے کا لحاظ غرض ہزاروں لاکھوں کی چاہت اور دلوں کی دھڑکن کو جب چاہتی ہے لے جاتی ہے۔گویا زندگی موت کی تمہید ہے بڑے بڑے آئے۔لیکن اک آن میں چلے گئے 'لیکن کچھ ایسے جاتے ہیں کہ زمین پر واقعتاً موجود نہیں ہوتے لیکن دل و دماغ سے ایک لمحہ بھی دور نہیں ہوتے ۔ایسے خوش نصیبوں میں سے ایک شخصیت مولانا خالد راسخ کی بھی ہے جنہیں آج بچھڑے ہوئے چار سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے ابھی آجائیں گے 'کہیں گئے ہوئے ہیں۔ان کی نرالی آدائیں ' خندہ پیشانی دوستوں سے بے تکلفی'دل موہ لینے والی گفتار آج بھی اسی طرح دل تڑپا دیتی ہے ؎

بھلا سکیں نہ اہل زمانہ صدیوں تک
میری وفا میری فکر و فن کے افسانے

مولانا خالد راسخ ؒ نے اپنے لیے ایک عظیم الشان صدقہ جاریہ چھوڑا ہے جو بھریا روڈ میں مدرسہ دارالقرآن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ان کے خلوص نیت کا ثمر ہے کہ آج الحمدللہ اندرون سندھ جہاں شرک وبدعت کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے ہیں۔نفرت و تعصب کی آندھیاں اپنے عروج پر ہیں۔وہاں مدرسہ دارالقرآن والحدیث منارہ نور کا کام دے رہا ہے۔ مدرسہ کے فوائد نظر آنے شروع ہو چکے ہیں۔شرک وبدعت اپنی بساط لپیٹ رہے ہیں۔جگہ جگہ لوگ مسلک اہلحدیث قبول کر

مولانا راسخ مرحومؒ کو دینی کتب سے بے حد پیار تھا۔ ہر ماہ اپنی تنخواہ کی کثیر رقم دینی کتب کو خریدنے میں صرف کرتے۔

رہے ہیں۔راقم سے مولانا خالد راسخ ؒ بڑا پیار کرتے تھے۔اکثر سفر پر اکٹھے جاتے۔ایک مرتبہ نواب شاہ گئے۔ پیدل پورے نواب شاہ کے احباب کے پاس پہنچے (حالانکہ نواب شاہ کافی بڑا شہر ہے) چلتے چلتے جب میں تھک گیا تو میں نے کہا مولوی صاحب کوئی رکشہ پکڑ لیں' فرمانے لگے تمہاری ٹریننگ کروا رہا ہوں۔تاکہ اگر ہم جیسے فقیر اس دنیا سے چلے بھی گئے تو تم پر میری ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے تھکاوٹ کا احساس نہ رہے۔اب اگر مولانا خالد راسخؒ کی یاد ستائے تو ان کی چلتی پھرتی تصویر بھائی محمد اقبال مغل کو دیکھ لیتے ہیں یہ مرحوم کے دوست ہیں کہ جنہوں نے مولانا خالدؒ اور ان کے ادارے کو خوش اور تابندہ رکھنے کے لئے اپنا سب کچھ لٹا دیا ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

مولانا خالد راسخ ؒ مناظر اور مفکر شخصیت تھے جب کہیں مناظرے یا مباحثے کے لئے جایا کرتے تو یہ بھائی مسکرا کر ان سے کہا کرتے تھے کہ مولانا آپ جائیں اللہ نے مناظر والے سارے وصف آپ میں رکھے ہیں۔آپ انشاء اللہ کامیاب ہو کر آئیں گے اور پھر الحمدللہ ایسا ہی ہوتا تھا ان کے دل کی آواز تھی کہ وہ ؎

خونِ جگر دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

خالد راسخ ؒ اللہ سے ایک بے چین دل لے کر آئے تھے اور ہر وقت متحرک رہتے تھے مولانا خالد کی بابت ؎

اک فلک پیر جوان تھا بھی خالد
کیا بگڑتا تیرا جو نہ مرتا کوئی دن اور ہی

مولانا خالد راسخ ؒ بڑے حاضر دماغ تھے الجھے ہوئے مسائل کو دلائل سے چند منٹوں میں سلجھا لیتے تھے۔ مولانا خالد راسخ ؒ بڑے حاضر دماغ تھے' الجھے ہوئے مسائل کو دلائل سے چند منٹوں میں سلجھا لیتے تھے۔ مولانا خالد راسخ ؒ بڑے درویش صفت انسان تھے۔ اکثر مولانا رفیق مدنپوری ؒ' مولانا ثناء اللہ امر تسری ؒ جیسے سلف کے واقعات زندگی بیان کرتے۔ نماز نہایت خشوع خضوع سے پڑھا کرتے معلوم ہوتا شاید یہ ان کی زندگی کی آخری نماز ہو۔ مولانا خالد راسخ ؒ کو کتب اسلامیہ سے بڑا پیار تھا۔ جہاں جاتے ضرور کوئی نہ کوئی کتاب خرید لاتے۔ اپنی ذاتی تنخواہ میں سے ہر ماہ ایک بڑا حصہ کتب کو خریدنے میں لگا دیتے۔ یہ ان کی کتب دلچسپی کا ہی نتیجہ تھا کہ تھوڑے عرصے میں مرحوم نے راسخ لائبریری کے نام سے ایک لائبریری بنائی جس میں ہر موضوع کی کتب جمع کیں اور جماعت کے تحت چھپنے والے متعدد رسالے ادھر ادھر سے اکٹھے کر کے بڑی بڑی جلدیں بنوا کر لائبریری کی زینت بنائیں۔ مولانا کی لائبریری سے ارد گرد سے آنے والے لوگ مستفید ہوتے تھے۔ ایک واقعہ مولانا نے راقم کو سنایا کہ ایک مرتبہ ہڈ عبدن (بھریا روڈ سے 120 کلو میٹر پر ایک شہر ہے) میں ایک عظیم الشان کانفرنس تھی۔ ملک بھر سے جماعت کے جید نامور خطباء آئے ہوئے تھے اور اس کانفرنس میں شیخ العرب والعجم مفسر قرآن علامہ بدیع الدین شاہؒ بھی خطاب کے لئے تشریف لائے۔ مولانا خالد راسخ نے انہیں جلسہ کے بعد بھریا روڈ آنے کی دعوت دی۔ جو انہوں نے قبول فرمائی۔ رات کو دیر سے بھریا روڈ پہنچے تو شاہ صاحب مرحوم نے مولانا خالد ؒ سے کہا میرے سونے کے لئے اپنی لائبریری میں بستر لگا دیں۔ لہٰذا ایسے ہی کیا گیا۔ شاہ صاحب نے سونے کے بجائے لائبریری کی کتب کی ورق گردانی شروع کر دی۔ ایک ایک کر کے ساری لائبریری کی کتب کا مطالعہ کیا۔ پھر تہجد کی نماز پڑھی جب صبح ہوئی تو خالد راسخ شاہ صاحب سے کہنے لگے ہماری لائبریری کا دیدار تو کرتے جائیں تو ان کی حیرانگی کی انتہاء نہ رہی جب شاہ صاحب نے فرمایا میں نے سب کتابیں دیکھی ہیں ماشاء اللہ آپ نے عظیم نسخے جمع کئے ہیں۔

مولانا خالد راسخ ؒ نے عظیم الشان صدقہ جاریہ چھوڑا' جو بھریا روڈ میں مدرسہ دار القرآن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ انکے خلوص نیت کا ثمر ہے کہ آج الحمدللہ اندرون سندھ جہاں شرک وبدعت کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے ہیں۔ نفرت وتعصب کی آندھیاں اپنے عروج پر ہیں وہاں مدرسہ دار القرآن والحدیث منارہ نور کا کام دے رہا ہے۔

مولانا خالد راسخ ؒ کو مدرسہ کی ترقی کا بڑا جذبہ تھا جس کے لئے وہ اپنی ذاتی خواہشوں کو بھی قربان کر دیا کرتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ چند ساتھیوں نے پروگرام بنایا کہ مجلس کو گرم کرنے کے لئے کوئی فروٹ منگوانا چاہئے سب نے حسب طاقت پیسے ملائے جب رقم اکٹھی ہو گئی تو اب کھانے والی چیز کا تعین ہونے لگا اچانک مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں اپنے حصے کی رقم بجائے خود کھانے کے مدرسے کے لئے وقف کرتا ہوں۔ اب کون کیا کھائے۔ سب نے مجموعی رقم مدرسہ کو دینے کا فیصلہ کر لیا۔ مولانا خالد راسخ ؒ کو طلبہ سے بہت محبت تھی۔ مدرسہ کے دوسرے اساتذہ کو بھی طلبہ پر شفقت کرنے کا درس دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی استاد طلبہ پر زیادہ سختی کرتا تو خفا ہو جاتے اور فرماتے کہ میں نے یہ بچے اپنی محنت سے دین سکھلانے کے لئے اکٹھے کئے ہیں انہیں متنفر نہ کرو۔ طلبہ کی ضروریات کا بہت زیادہ خیال رکھتے اگر کوئی طالب علم بیمار ہو جاتا تو پریشان ہو جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک ساتھی اپنے بچے کو مدرسے میں داخل کروانے کے لئے آیا۔ اچانک اس بچے کو بخار ہو گیا اب مولوی صاحب اور بچے کے والد محترم بچے کے پاس بیٹھے تھے۔ رات کافی گزر گئی تو بچے کے والد صاحب فرمانے لگے بھائی آپ جا کر سو جائیں میری ذمہ داری ہے لہٰذا خود ساری رات بچے کی دیکھ بھال کرتے رہے۔

الغرض مرنے والے میں بڑی بڑی خوبیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا اور انہوں نے خداداد صلاحیتوں کو دین کی خدمت میں صرف کیں۔ بھرپور اور مصروف زندگی بسر کی۔ انہوں نے جو ذمے داری قبول کی اس کا حق ادا کیا جو وعدہ کیا اسے پورا کیا۔ میں نے اپنی زندگی میں ان جیسا محنتی اور باہمت شخص نہیں دیکھا۔ ان کے نزدیک دن رات یکساں تھیں۔ گرمی سردی کو خاطر میں نہ لاتے۔ بالآخر اتنی محبتیں بکھیرنے والا اپنا سفر پورا کر کے اسلاف کے پاکیزہ قافلے سے جا ملا۔ اللہ راضی ہو جائے۔ (آمین ثم آمین)